شیعہ مراجع کرام اور بزرگ فقہائے عظام

کے

فتاویٰ کے مُطابق

مسائل خمس و زکوٰۃ

منجانب

جعفریہ ویلفیئر فنڈ پاکستان

مرکزی دفتر B-۲۹۵ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

بسمہ تعالیٰ

خمس کلیدِ رزق اور ذخیرۂ عاقبت ہے

ایران کے ایک تاجر نے امام رضا علیہ السلام کو خط لکھا اور خمس کے مال کو اپنے مصرف میں لانے کی اجازت طلب کی تو اُس کے جواب میں امام نے اُسے لکھا:

خدا فراخ روزی دینے والا اور کرم کرنے والا ہے۔ اُس نے اچھے عمل کے لیے جزا و ثواب اور کوتاہی پر سزا و عقاب کا قانون بنایا ہے۔ کوئی مال تب تک حلال نہیں ہوتا جب تک اُس کا حصول خدا تعالیٰ کے جائز کیے ہوتے ذریعے سے نہ ہو۔ خمس ہمارے دین، عائلی زندگی اور ہم سے وابستہ لوگوں کی اعانت کا ذریعہ ہے۔ ہم ظالموں کا مقابلہ کرنے اور عزّت و ناموس کا دفاع کرنے میں بھی اسے خرچ کرتے ہیں لہذا خمس کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ آنے دو اور اس طرح اپنے آپ کو ہماری دُعاؤں سے محروم نہ کرو۔ خمس کی ادائیگی تمھارے رزق کی کنجی اور گناہوں سے بخشش کا ذریعہ ہے۔ یہ اُس دن تمھارے کام آئے گا جس دن سب محتاج ہوں گے۔ مسلمان وہ ہے جو خدا سے کیے ہوتے عہد کو پورا کرے اور وہ شخص مسلمان نہیں ہے جو زبان سے تو اقرار کرے لیکن دِل سے اُس کا منکر ہو۔ والسلام

کتاب وسائل الشیعہ جلد ٦

خمس ہضم کرنا اپنے پیٹ کو آتشِ جہنّم سے بھرنے کا باعث ہے

امام صاحب العصرِ والزمانؑ نے اپنے نائبِ خاص کے بعض سوالات کے جوابات میں ایک سوال کا جواب یوں مرقوم فرمایا:

مَن اَکَلَ مِن مَالِنَا شَیئًا فَاِنَّمَا یَاکُلُ فِی بَطنِہ نَارًا وَسیَصلیٰ سَعِیرًا

جو کوئی ہمارے مال میں سے کچھ بھی کھاتے گا وہ اپنا پیٹ آگ سے بھرے گا اور جہنّم کی بھڑکتی آگ میں جھونکا جاتے گا۔ (وسائل جلد ٦)

" محمدؐ و آلِ محمدؐ کی اطاعت و محبت کے اخلاص کو پایۂ ثبوت تک پہنچانے کے لئے واجبات کی ادائیگی ضروری ہے لہذا خمس وہ فریضہ ہے کہ جس کی ادائیگی کے بغیر دعویٰ محبت و اخلاص کوئی معنی نہیں رکھتا۔ "

(نمائندہ ولی فقیہ علامہ سید ساجد علی نقوی)

پیش لفظ

خمس وہ اسلامی والٰہی اور دینی فریضہ ہے جسے رفتہ رفتہ مسلمانوں نے فراموش کر دیا۔ مسلمانوں کی اکثریت اِس وقت خمس کے قرآنی حکم پر نہ تو کاربند ہے اور نہ ہی اس کے وجوب کی قائل ہے۔ یہ وہ اسلامی فریضہ ہے، جسے بر بنائے فتویٰ ء اکثریت اب منسوخ ہی تصور کیا جاتا ہے۔ اِس صورتِ حال کے محرکات تاریخ میں روزِ روشن کی طرح واضح ہیں۔ اہلِ سیاست نے اہلِ بیتِ رسولؐ کو اقتصادی طور پر مفلوج اور سیاسی طور پر بے دست و پا کرنے کے لئے ان کے حق (خمس) کا انکار کر دیا۔ جس کے بعد محض وہی لوگ خمس کے وجوب کے قائل رہے جو باقی دُنیا سے کٹ کر اہلِ بیتؑ کے در سے وابستہ رہے۔ اور اب صورتِ حال یہ ہے کہ وہ لوگ جو عقیدۂ خمس کے وجوب کے قائل ہیں، وہ بھی عملی حیثیت سے اُس کے پابند نہیں اور اکثر و بیشتر افراد کوتاہی کے مرتکب ہیں۔

اگر ہم قانونِ شریعت کے مطابق خمس کی ادائیگی شروع کر دیں تو ہماری قوم دین و دُنیا میں ہر حیثیت سے کامیاب و کامران ہو سکتی ہے۔ اسلامی جمہوریہ ایران کی کامیابی اِسی نظامِ مالیات (خمس) کی مرہونِ منت ہے۔ اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر آقائے ہاشمی رفسنجانی مدظلہ العالی کا یہ مشہور جملہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ کی کامیابی کا انحصار زیادہ تر ہمارے اپنے مالیاتی نظام پر ہے۔ اور وہ نظام ہے نظامِ خمس و زکوٰۃ۔ یہی وجہ ہے کہ نہ تو ہم مشرق کی طرف جُھکتے ہیں اور نہ ہی مغرب کی طرف۔

قائدِ عظیم قائدِ شہید علامہ سید عارف حسین الحسینی کے حضور میں پیش ہونے والی تاریخی قرار دادِ خمس ملتِ جعفریہ پاکستان کے لئے ایک مژدۂ جانفزاء کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اُن کے حقیقی وارث اور جانشین علامہ سید ساجد علی نقوی مدظلہ العالی جو نمائندۂ ولیٔ فقیہہ ہیں، نے "جعفریہ ویلفیئر فنڈ" کے نام سے خمس بنک قائم کر کے ایک عظیم کارنامہ سر انجام دیا ہے اور یوں اپنے تاریخ ساز

اقدام سے ملتِ جعفریہ پاکستان کے لئے دین و دُنیا کی فلاح اور نجات کا راستہ کھول دیا ہے۔ یہ نظامِ مالیات ملک گیر، جامع ترین، مفید ترین اور محفوظ ترین خصوصیات کا حامل ہے جو پانچ سال کے اندر تین مراحل میں مکمل ہو جائے گا۔

حبیب بنک دی مال لاہور میں اکاؤنٹ نمبر ۲۵۱۲۵ کھول دیا گیا ہے۔ ملک بھر کے لئے یہی اکاؤنٹ نمبر ہوگا۔ فی الحال الحمد للہ پنجاب بھر میں ضلعی سطح پر برانچیں کھل چکی ہیں۔ یہ رسالہ "جعفریہ ویلفیئر فنڈ" کی مرکزی کمیٹی کی خاص فرمائش پر نمائندۂ ولیٔ فقیہہ کی زیرِ نگرانی ۲۹۵۔ بی۔ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی دفتر نمائندۂ ولیٔ فقیہہ سے شائع کیا جا رہا ہے۔

سیکرٹری (نظامِ مالیات)

جعفریہ ویلفیئر فنڈ پاکستان

برائے رابطہ فون نمبر

لاهور : ۳۱۲۸۱۵

راولپنڈی : ۵۸ - ۲۲۱۱۵۷

خمُس کی اہمیت

خمُس وہ فریضہ ہے، جس کے ادا نہ کرنے سے تمام عبادات باطل ہو جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ پوری زندگی کے گناہ آلود ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ مومنین کی کثیر تعداد اِس واجب سے غافل ہے۔ کچھ لوگ تغافل برتتے ہیں۔ اور جو معدودے چند مومنین ادا کرتے ہیں، ان میں سے بھی اکثر اپنی مرضی سے ۔ اور یُوں مجتہدین کی طرف سے عائد کی گئی شرائط ملحوظِ خاطر نہ رکھنے کی وجہ سے اپنے اُوپر عائد فریضہ کی ادائیگی سے صحیح طور پر عہدہ برآ نہیں ہو پاتے۔

قرآن پاک میں زکوٰۃ کا ذکر بار بار ہے جب کہ خمُس کا ذکر ایک بار۔ مگر ایک بار کا ذکر زکوٰۃ کے مکرّر ذکر سے بہت بھاری ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتَامٰی وَالْمَسَاكِيْنِ

ترجمہ: تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جو نفع تم کسی چیز سے حاصل کرتے ہو اس کا پانچواں حصّہ خدا، رسولِ خدا، رسولؐ کے قرابتداروں، یتیموں اور مسکینوں کے لئے ہے۔

۲ سوال

کیا آیہٴ خمُس منسوخ ہو گئی ہے؟

جواب: —— ہرگز نہیں۔

کیا آپ کو اِس سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے؟

جواب: —— ہرگز نہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کا فرمان، اپنے شیعوں کے نام

"خمس روک کر ہماری دعاؤں کو مت روکو۔ خمس ادا کرنا تمہارے رزق کی کنجی ہے۔ گناہوں کا کفارہ اور روزِ قیامت کا ایک مضبوط سہارا ہے۔ دیکھو جان لو! مسلمان وہی ہے، جو اللہ تعالیٰ سے کئے گئے وعدوں کو پورا کرے۔ صرف زبانی دعویٰ نہ کرے، بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہو۔"

آج کا دیندار بشر جو ہلاکتِ نفس اور فسادِ عقیدہ وعمل سے بچنا چاہتا ہے، اُسے معلوم ہونا چاہیئے کہ گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جس کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہو، جیسے ترکِ نماز۔ دوسرا گناہ جس کا تعلق بندوں سے ہو جیسے کسی مومن کا حق غصب کرلینا۔ دوسرا گناہ پہلے گناہ سے زیادہ سنگین ہے۔ پہلے گناہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ لیکن دوسرے گناہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ بندے کی ایذارسانی اور حق تلفی بھی ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا اپنا معاملہ ہے، وہ غفور ورحیم بھی ہے اور رؤف وکریم بھی۔ چنانچہ اُس کا فرمان ہے کہ میں روزِ قیامت اپنے حق میں کوتاہی کرنے والے کو بخش دوں گا لیکن حقوق العباد میں کوتاہی کے مرتکب کی معافی کا اختیار اُسی کے ہاتھ میں ہوگا، جس کی حق تلفی ہوئی ہوگی۔ لہٰذا حقوق العباد سے متعلق کیا گیا گناہ اس وقت تک نہ بخشا جائے گا جب تک کہ صاحبِ حق نہ بخش دے۔

حقوق العباد میں بھی درجات ہیں۔

- عام انسان کا حق
- ایک مومن کا حق
- ایک ایسے مومن کا حق جو ایمان کے بلند درجہ پر فائز ہو۔
- اور پھر محمدؐ وآلِ محمدؐ کا حق ـــــ جو مجسّم دین اور عقلِ کُل ہیں۔ اُن کا غصب کیا ہوا حق کبھی معاف نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے جو مالی حقوق ہمارے ذمہ لگائے ہیں، قرآن پاک میں اُن کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اُن میں سے ایک کا نام زکوٰۃ اور دوسرے کا نام خُمس ہے۔

عام طور پر مومنین کو مسائل کا علم نہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں پر زکوٰۃ تو واجب نہیں مگر صرف خُمس واجب ہے وہ اپنے سُنّی بھائیوں کی دیکھا دیکھی زکوٰۃ تو نکالتے ہیں، مگر خُمس کا ایک پیسہ تک نہیں نکالتے۔ ایسے لوگوں کی مثال ایسی ہی ہے جیسے نماز کی طرف تو رُخ نہ کریں، مگر تسبیح پابندی سے پڑھتے ہوں۔

لہٰذا مومنین "خَسِرَ الدُّنیَا وَالْآخِرَۃِ"

ترجمہ : دنیا اور آخرت میں گھاٹا اٹھانے اور خسارہ برداشت کرنے سے بچیں اور غور و فکر سے کام لیں۔

خُمس کی تعریف

خُمس عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پانچویں حصّے کے ہیں۔ ہر شخص پر اپنی سالانہ بچت کا پانچواں حصّہ نکالنا واجب ہے۔ قرآن کریم میں خُمس کے ذیل میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ ۃ

ترجمہ: تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جو نفع تم کسی چیز سے حاصل کرتے ہو اس کا پانچواں حصّہ خدا، رسولِ خدا اور رسولؐ کے قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے لئے ہے۔

شیعہ تفسیر

مولائے متقیان امیر المومنین علیہ السلام اِس آیت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: ذوالقربیٰ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور رسولؐ کے ساتھ ذکر کیا ہے،

خدا کی قسم اُس سے مراد ہم ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق ؑ سے لفظِ غنیمت کے بارے میں مروی ہے کہ خدا کی قسم اِس سے مراد ہر فائدہ ہے۔ اِس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم نے مِنْ شَئٍ کہا ہے۔ اگر صرف غنیمتِ جنگ ہی مراد ہوتی تو مِنْ شَئٍ کی بجائے "مِن الحربً" کے الفاظ استعمال کئے جاتے۔ عقلاً بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر غنیمت سے مراد صرف جہاد کے موقع پر حاصل شدہ مال ہی ہو تو پھر ایسے ایام جن میں جہاد نہ ہو، سادات کدھر جائیں، صدقہ لیں یا فاقہ کریں؟

سُنّی تفسیر

اہلِ سنت کا بھی اِس بات پر اجماع ہے سورہ انفال کی یہ آیت وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ حضور کے ذوالقربیٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اِس سلسلہ میں حضرت عثمان کا اِستفسار کتب میں موجود ہے۔ دیگر اِس بات پر بھی اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر نے جہاں آلِ رسول ؐ کو دوسری چیزوں سے محروم کیا وہاں خُمس سے بھی انہیں محروم کر دیا گیا۔

امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ رسولِ خدا ؐ اور اُن کے قرابتداروں کا حصّہ آنحضرت ؐ کی وفات کے بعد ساقط ہو گیا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ:

(۱) آنحضرت ؐ کی وفات کے ساتھ آپ کی آل بھی وفات پا گئی تھی؟
(۲) کیا قرآن کی آیت منسُوخ ہو گئی تھی؟
(۳) کیا رسولِ خدا ؐ خود اپنی آل کا حق ساقط کر گئے تھے؟
(۴) قرآن میں کہاں ہے کہ بعدِ رسول ؐ آلِ رسول ؐ کو خُمس نہ دو؟
(۵) رسولِ پاک ؐ نے کب کہا تھا کہ میرے بعد میرے قرابتداروں کو محروم کر دینا؟

بہرحال غیروں سے کیا شکایت کریں، شکایت تو اُن سے ہے جو اپنے آپ کو محبتِ محمد ؐ و آلِ محمد ؐ کہتے ہیں، مگر عملی زندگی میں اُنہی لوگوں کے پیروکار ہیں جنہوں

نے آلِ رسولؐ پر خُمس بند کیا تھا۔ سوچنے کا محل ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ روزِ قیامت آلِ اطہارؑ کی محبت کے دعویداروں کو بھی فرشتے آواز دیں کہ جاؤ اُن کی صف میں کھڑے ہو جاؤ جنہوں نے حقِ زہراؑ غصب کیا تھا اور سادات پر خُمس بند کر دیا تھا۔ پھر سادات کا ہاتھ ہوگا اور اُن کا حق غصب کرنے والوں کا گریبان!

خُمس کے بارے میں امامِ عصرؑ کا ارشاد

امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف فرماتے ہیں: اے شیعو! غور سے سنو۔ اگر کسی کے پاس ہمارا حق ــــ خُمس کا مال ہو اور وہ اِس مال کو اِس طرح خرچ کرے جس طرح اپنے مال کو خرچ کرتا ہے تو وہ شخص ملعون ہے اور بروزِ قیامت ہم اُس کے دشمن ہوں گے۔

امامِ عصر علیہ السلام نے ایک سوال پوچھنے والے کے جواب میں فرمایا: "کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ بغیر کسی کی اجازت کے دوسرے کے مال میں تصرّف کرے۔ پس جب عام لوگوں کے مال میں تصرّف جائز نہیں تو بھلا ہمارے اموال میں تصرّف کیسے اور کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ جس نے بھی ہماری اجازت کے بغیر ایسا کیا اُس نے فعلِ حرام انجام دیا۔"

حضرت امامِ عصرؑ فرماتے ہیں: "جس نے ہمارے اموال میں سے کچھ بھی کھایا، اُس نے اپنے پیٹ کو آگ سے بھرا۔ عنقریب اُس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔"

امامِ عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ نے اپنے ایک نائبِ خاص کو فرمایا: "اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت اُس شخص پر جو ہمارے مال میں سے ایک درہم کو بھی حلال سمجھے۔" راوی کا بیان ہے کہ خُمس کی ادائیگی میں عمداً یا سہواً کوتاہی کرنے والا مجرم ہے۔

روایات سے خُمس کی اہمیت یقیناً واضح ہو گئی ہوگی۔ اِس وقت عوام خُمس کے مسائل سے قطعاً ناواقف ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ خُمس کے عام طور پر موردِ ابتلاء مسائل مختصراً تحریر کر دیئے جائیں تاکہ مومنین نمائندۂ ولیٔ فقیہہ کے

جاری کردہ "نظامِ مالیات" میں اپنا خمس جمع کرائیں۔

عزیزانِ محترم موت کا کوئی وقت معین نہیں ہے۔ لہٰذا اپنے اوپر فرض کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔ خدا وہ وقت ہرگز نہ لائے کہ بروزِ حشر آلِ رسولؐ کا ہاتھ ہو اور آپ کا گریبان ہو۔

خمس نہ دینے سے کیا خرابیاں پیدا ہوتی ہیں؟

اگر ایک شخص کے پاس ایسا مال ہو جس پر خمس واجب ہے اور وہ خمس ادا نہ کرے اور اُس مال سے مکان خریدے تو

(۱) ایسے مکان میں نماز باطل ہے۔

(۲) ایسے مکان میں غسل درست نہیں۔

(۳) اگر اس غیر مخمس مال سے لباس بنایا جائے تو اُس لباس میں نماز پڑھنا باطل ہے۔

(۴) اگر اس غیر مخمس مال سے پانی خریدا جائے تو پانی سے وضو اور غسل دونوں باطل ہیں۔ (مخمس ـــــ ایسے مال کو کہتے ہیں جس سے خمس ادا کیا جا چکا ہو۔)

(۵) ایسے مال سے حج و زیارات کرنا صحیح نہیں۔

(۶) اگر یہ غیر مخمس پیسہ نیکی کے دوسرے کاموں میں خرچ کیا جائے تو تمام کے تمام کام باطل اور غیر صحیح ہوں گے۔

(۷) اگر کسی شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ خمس ادا نہیں کرتا تو اس کے تمام اموال میں تصرف ناجائز ہے۔ حتّٰی کہ اُس کے ہاں کھانا کھانا بھی جائز نہیں۔ بہتر ہے کہ جتنا کھانا اُس کے گھر سے کھایا ہے، کھانے والا خود اس کا خمس ادا کرے۔ گویا خمس ایک ایسا واجب ہے، جس کے ادا نہ کرنے سے زندگی بھر کے اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔

خمس کس کس پر واجب ہے؟

خمس ہر کمانے والے پر واجب ہے۔ اگر مقرّرہ تاریخ پر بچت پانچ مٹھی آٹا ہو تو بھی ایک مٹھی آٹا خمس کے طور پر نکالنا واجب ہوگا۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ خمس صرف اُنہی لوگوں پر واجب ہے کہ جن کی آمدنی اتنی زیادہ ہو کہ سال بہ سال اچھی خاصی رقم بچا لیتے ہوں۔ یہ خیال غلط اور نظریہ باطل ہے۔ جبکہ سال کے بعد مقرّرہ تاریخ پر ہر شخص کے لئے واجب ہے کہ وہ اپنا حساب کرے اور پھر جتنی مقدار میں اُس پر خمس عائد ہوتا ہو اُسے فی الفور اپنے مال سے الگ کر دے تاکہ باقی مال میں اُس کا تصرّف جائز ہو سکے۔ حتّٰی کہ مقرّرہ تاریخ پر حساب کرنے والے شخص کے پاس اگر اپنے گھریلو مصارف کے لئے قرض کے طور پر لی گئی رقم سے کچھ بچت موجود ہو تو اُس پر بھی خمس واجب ہوگا۔

مواردِ خمس

خمس سات چیزوں پر واجب ہے۔

(۱) مالِ غنیمت (۲) معدنی ثروت (۳) دفینہ، خزینہ

(۴) پانی سے نکالی جانے والی اشیاء (۵) مالِ حلال مخلوط بحرام

(۶) مسلمان سے کافر ذمی کی خریدی ہوئی زمین (۷) کمائی اور بچت (سالانہ آمدن)

۱۔ مالِ غنیمت (جہاد میں ملنے والا سازو سامان)

سرکار باقر العلوم علیہ السلام فرماتے ہیں ؛ ہر وہ چیز جو اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر جنگ کر کے حاصل کی گئی ہو، اُس میں سے پانچواں حصّہ (خمس) ہمارا حق ہے اور جب تک ہمارا حصّہ ہمیں نہیں پہنچا دیا جاتا، اُس وقت تک کسی کو بھی اس

مال میں کسی قسم کے تصرّف کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔
شیخ مفید علیہ الرحمۃ غنیمت کا مفہوم بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ غنیمت ہر قسم کے فائدہ کا نام ہے خواہ وہ جنگ سے حاصل ہو یا کان، غوطہ خوری، دفینے، تجارت، زراعت، صنعت و حرفت وغیرہ سے دستیاب ہو، بہر حال غنیمت ہے۔
محقق حلّی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں، کمائی سے جو فائدہ حاصل ہو اُسے غنیمت کہتے ہیں۔ خواہ سرمایہ کاری کے ذریعے مثلاً بیوپار اور خرید و فروخت وغیرہ سے دستیاب ہو یا کسی اور وسیلے سے حاصل ہو جیسے دار الحرب سے ملنے والا مال و متاع۔

۲۔ معدنی ثروت

جن چیزوں پر خُمس واجب ہے اُن میں دوسری چیز معدنی دولت ہے۔
اِن کا وجود زمین کے اندر ہو یا سطح زمین پر مثلاً سونا، چاندی، تانبا، لوہا، سیسہ، سنگ پارہ، ہیرا، یاقوت، زمرّد، نیلم، پکھراج، اوپل، عقیق، فیروزہ، زرقون، یشب، سنگِ موسیٰ، سنگِ سلیمانی، سنگِ مرمر، نمک، چونے کا پتھر، ہڑتال، گندھک، سُرمے کا پتھر، علاوہ ازیں سیال چیزیں پٹرولیم، کول تار وغیرہ سب پر خُمس واجب الادا ہوگا۔

۳۔ دفینہ / خزانہ

خزانہ سے مراد ہر وہ مال ہے جو حفاظت کی غرض سے زمین، دیوار، چھت پہاڑ یا درخت کے تنے میں چھپا کر رکھ دیا گیا ہو۔ حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے: حضور پیغمبرِ اکرمؐ نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا۔ جناب عبد المطلب علیہ السلام نے ظہورِ اسلام سے قبل اپنے زمانے میں پانچ جامع، ہمہ گیر اور فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ ضابطوں کا اعلان فرمایا جنہیں بعد ازاں پروردگارِ عالم نے اسلام میں نافذ العمل قرار دے دیا۔

(۱) باپ کی بیویاں بیٹوں پر حرام رہیں گی۔

② قتل کی دیت سو اونٹ ہوگی۔
③ خانہ کعبہ کا طواف سات پھیروں میں مکمل ہوگا۔
④ خزانہ ملنے پر خمس نکالنا۔
⑤ زمزم کے کنوئیں کو کھودتے وقت اس کا نام سقایۃ الحاج رکھا۔

۴۔ پانی سے نکالی جانے والی اشیاء

خمس کی چوتھی مدّ میں وہ چیزیں شامل ہیں جو پانی سے نکالی جاتی ہیں۔ پانی سے مراد سمندر، دریا، جھیل، تمام بڑی نہریں ہیں۔ غوطہ خوری سے کارآمد اشیاء برآمد کرنا۔ مثال کے طور پر موتی، مونگا، مرجان، عنبر، اسی طرح بیش بہا آبی ذخیرہ۔

نوٹ: پانی سے نکالی جانے والی شئے کی قیمت ایک دینار تک ہو تو اس پہ خمس واجب ہے۔ مچھلی اور مچھلی جیسے جانور آبی برآمدات میں شامل نہیں۔

۵۔ مالِ حلال مخلوط بحرام

اگر حلال مال میں کوئی حرام مال اس طرح مل جائے کہ اُس کا الگ کرنا عملی طور پہ ناممکن ہو۔ یعنی اُس کی مقدار معلوم نہ ہو تو پورے مال سے خمس نکالا جائے گا۔

۶۔ مسلمان سے کافرِ ذمّی کی خریدی ہوئی زمین

صادقِ آلِ محمدؐ امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی زمین (مکان، دوکان یا زرعی اراضی) جو کافرِ ذمّی کسی مسلمان سے خریدے گا، اس پہ خمس واجب ہوگا۔

۷۔ کمائی اور بچت (سالانہ بچت)

خمس ہر آمدنی پہ واجب ہے خواہ یہ تجارت، زراعت، صنعت و حرفت،

محنت و مشقت، ملازمت، مجلس خوانی، نکاح خوانی سے ہو۔ بہر حال ضروری مصارف اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سالانہ اخراجات نکال لینے کے بعد جو رقم بچ جائے، اُس پر خمس واجب ہے۔

رہنما مسائل

مسئلہ نمبر ۱ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ماموں رشید کے نام ایک ہدایت نامہ میں فرمایا:

"تمام مال و متاع پر ایک مرتبہ خمس واجب ہے۔"

حدیث میں وارد ہے کہ اگر ایک درزی پانچ دالق (۲۱ چاول کے برابر چاندی کا سکہ) میں ایک کرتہ سیتا ہے تو اس میں سے ایک دالق خمس نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ نمبر ۲ غیر متوقع میراث ملنے پر فوری طور پر خمس نکالنا واجب ہے۔ جو چیزیں کسی کو ہدیہ، ہبہ، انعام کی شکل میں ملیں اُن پر خمس نہیں ہے۔ البتہ بانڈ کے بارے میں امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ہے کہ بیت المال میں جمع کرا دیں۔ یعنی نائبِ امام کے پاس۔

مسئلہ نمبر ۳ طلاق خلعی کا پیسہ ملے تو اُس پر بھی خمس نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ نمبر ۴ اگر آپ کو والدین سے یا کسی اور ذریعے سے وظیفہ ملتا ہے تو اس کی سالانہ بچت پر خمس واجب ہے۔

مسئلہ نمبر ۵ سالانہ بچت سے مراد یہ ہے کہ جب سال بھر کے اخراجات کے بعد نقد یا جنس کی شکل میں کچھ بچ گیا ہو۔ مثلاً آپ ملازم ہیں۔ یکم اپریل کو آپ نے نوکری کی۔ ایک سال تک آپ کو تنخواہ ملتی رہی۔ اگلے

یکم اپریل کو حساب کیا۔ جتنی رقم آپ کے پاس ہوگی، جیب میں ہو یا بینک میں یا کسی اور جگہ، اس پہ خمس واجب ہو جائے گا۔

تیسرے جو آٹا، گھی، چینی وغیرہ مقررہ تاریخ پر آپ کے پاس ہوگا، اس پر بھی خمس واجب ہوگا۔ اس کی قیمت لگا کر بھی دے سکتے ہیں۔

فوری طور پر خمس سے مراد یہ ہے کہ اگر مثلاً آپ کا انعامی بانڈ نکل آئے تو اُس کا خمس سال گزرنے کا انتظار کئے بغیر اور اس سے کچھ خرچ کئے بغیر فوری طور پر اُسی وقت ادا کر دینا چاہیئے۔ جبکہ امام خمینی رضوان اللہ کے نزدیک اس کی ساری رقم آپ کو نائبِ امام کے سپرد کر دینی چاہیئے۔

مسئلہ نمبر ۶ سال کے اخراجات سے مراد وہ تمام اخراجات ہیں جن کی عقل اور شریعت اجازت دیتی ہے۔ جیسے گھریلو ضرورت کا سامان، کھانا پینا، لباس، متعلقین واجب النفقہ، مہمانداری، نذر و نیاز، مجالس، حج و زیارات بیاہ شادی، بچوں کی تعلیم، عام دُنیاوی سفر، اوڑھنا بچھونا، رہنا سہنا، رہائش کے لئے مکان وغیرہ۔

ایسے تمام اخراجات جو خلافِ شرع ہیں یا خلافِ عقل ہیں مثلاً سینما، ریس، کلب، شادی بیاہ کے اعتدال کی حدود سے خارج اخراجات وغیرہ کو سال کے اخراجات میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ اُن پر خمس واجب ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۷ ہر شخص کا سالانہ خرچ اُس کی حیثیت اور ضرورت کے مطابق گنا اور سمجھا جائے گا۔ مثال کے طور پہ ایک شخص کی حیثیت ایسی ہو کہ خدمت کے لئے نوکر رکھے تو نوکر کی تنخواہ سال کے اخراجات میں (سالانہ ضرورت) شمار ہوگی۔ سواری وہ اپنی حیثیت و ضرورت کے مطابق خریدے گا۔ ایک شخص کی حیثیت و ضرورت ایک سائیکل کی ہے تو وہ اگر کار خریدے تو اپنی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے والے کو خمس ادا کرنا ہوگا۔ لباس بھی اگر اپنی حیثیت سے زیادہ قیمتی پہن لے تو اس زائد خرچ پہ خمس واجب ہوگا۔ کم آمدنی والا اگر اتنی مہمانداری کرے جو اس کی حیثیت سے بالاتر ہو یا شادی بیاہ پہ اپنی حیثیت سے جتنا زائد خرچ

کرے گا، اُس پر خمس ادا کرنا ہوگا۔ البتہ اگر شادی بیاہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اِس حیثیت سے کرے کہ اُس کے اخراجات اصراف میں شمار نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ اور وہ اخراجات اُس کے سالانہ مصارف میں شمار ہوں گے۔

مسئلہ نمبر ٨ سال کے دوران جتنی اشیاء ضرورت کی بناء پر خریدی جاتی ہیں، وہ دو۲ طرح کی ہیں:۔

(الف) ایک قسم چیزوں کی وہ ہے جو سال بھر (استعمال کرتے) ضرورت پوری کرنے کے بعد بھی باقی رہتی ہیں۔ جیسے برتن، فرش، فرنیچر، زیور، رہائش کا مکان وغیرہ۔ اُن پر خمس نہیں۔ البتہ ایسی چیزیں سارا سال بغیر استعمال کے پڑی رہیں تو مقررہ تاریخ پر ان کا خمس ادا کرنا ہوگا۔

(ب) دوسری قسم کی وہ اشیاء ہیں جو استعمال کرنے سے ختم ہو جاتی ہیں، جیسے اناج، شکر، نمک، چائے وغیرہ اگر سال استعمال کرنے کے بعد باقی رہ جائیں تو ان پر خمس واجب ہے۔

مسئلہ نمبر ٩ جن چیزوں پر خمس واجب ہوا ہے، انہی چیزوں میں سے خمس ادا کرے یا اس کی قیمت لگا کر پانچواں حصہ قیمت ادا کر دے۔ البتہ مالِ حرام مخلوط بہ حلال میں سے نکالا جانے والا خمس اصل مال میں سے نکالا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ١٠ مکان ضروریات میں شامل ہے لیکن تعمیر کرنے کے بعد اگر استعمال میں نہ لایا جائے اور سال یونہی گزر جائے تو اُس پر خمس واجب ہے۔

مسئلہ نمبر ١١ اگر کسی شخص کے پاس گھر نہ ہو اور وہ گھر خریدنے کے لئے چند سال کی آمدنی سے تھوڑی تھوڑی رقم جمع کرنے پر مجبور ہو تو اسے گزشتہ برسوں میں گھر خریدنے کے لئے جمع کی ہوئی رقم کا خمس دینا ہوگا لیکن جس سال گھر خریدے اس سال کی آمدنی سے جو کچھ گھر کے لئے خرچ کرے اس پر خمس نہ ہوگا ــــــ لیکن اگر ایک سال اُسی سال کی آمدنی

سے گھر کے لئے زمین خریدے۔ پھر اگلے سال کی آمدنی سے اُس کا کچھ حصّہ تعمیر کرے اور اِسی طرح رفتہ رفتہ گھر بنلئے تو خمُس واجب نہ ہوگا۔ اِسی طرح اگر گھر ادھار خریدے اور ہر سال اُس کی کچھ قیمت ادا کرے، تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ نمبر ١٢ خمُس وزکوٰۃ اور کفارہ وغیرہ کی آمدنی سے بھی سارا سال خرچ کرنے کے بعد کچھ بچ جائے تو بناء بر احتیاط اس پر خمس واجب ہے۔

مسئلہ نمبر ١٣ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو تکلیف دے کر اپنے اخراجات میں تنگی کرے اور سال کے بعد کچھ رقم بچ جائے تو اس رقم پر بھی خمس واجب ہوگا۔

مسئلہ نمبر ١٤ اگر ایک مرتبہ کسی شئے پر خمس نکال دیا جائے تو دوبارہ اس پر خمس واجب نہیں ہوتا، چاہے سال ہا سال رکھی جائے البتہ بعد کے سالوں میں اُس کی منفعت پر خمس عائد ہوگا۔

مسئلہ نمبر ١٥ نفع حاصل کرنے کی غرض سے یا اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لئے سفر کرے، مال خرچ کرے، نشر و اشاعت کرے، دکان کا کرایہ ادا کرے تو یہ سب چیزیں سالانہ اخراجات میں شمار ہوں گی اور خمس بچت پر واجب ہوگا۔

مسئلہ نمبر ١٦ ایک شخص نے اپنی تاریخ ادائیگیٔ خمس یکم رجب مقرر کی۔ سال بھر میں اُسے مختلف ذرائع سے کئی فوائد حاصل ہوئے۔ مثلاً ماہ بہ ماہ نوکری سے تنخواہ ملتی ہے۔ وقتاً فوقتاً تجارت سے بھی کچھ فائدہ ملتا ہے۔ زراعت سے بھی آمدنی حاصل ہوتی ہے تو سال بھر کے مصارف کے علاوہ آئندہ رجب تک جو رقم بچے گی، اس پر خمس واجب ہوگا۔

مسئلہ نمبر ١٧ اگر ہبہ اور میراث کسی ایسے شخص سے ملیں جو خمس ادا نہیں کرتا تو ہبہ پر دو خمس ہوں گے، ایک ہبہ کرنے والے کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے۔ لیکن میراث پر صرف ایک ہی خمس ہوگا، وہ بھی اپنی طرف سے نہیں بلکہ مورث کی طرف سے۔ ہاں اگر مورث نے بھی یہ مال

میراث میں پایا ہو اور اس کے مورث نے خمس دیا ہو تو پھر اس پر خمس نہ ہوگا۔

(آقائے محسن الحکیم)

مسئلہ نمبر ۱۷ اگر کسی عزیز سے کوئی متوقع میراث ملے، پیسہ کی شکل میں یا جائیداد کی شکل میں، اس پر خمس نہیں۔ چاہے یہ سال بھر کے اخراجات کے بعد بھی زیادہ باقی رہے۔ البتہ اس مال کو تجارت پر لگایا جائے، نفع حاصل ہو تو نفع میں سے سال بھر کا خرچ منہا کرنے کے بعد خمس واجب ہوگا۔ البتہ اگر پتہ چل جائے کہ مورث کے پاس جو جائیداد تھی اس پر خمس واجب تھا تو پھر اس پر خمس نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۸ اگر کسی عزیز سے خلافِ توقع میراث حاصل ہو تو اس پر خمس واجب ہے۔

قرض کا بیان

مسئلہ نمبر ۱۹ اگر کسی کو قرض دیا جائے اور وہ شخص جس کو قرض دیا جائے، قابلِ اطمینان ہے تو سال کے خاتمہ پر اس روپے کا بھی خمس دینا ہوگا۔ لیکن اگر اس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ روپیہ واپس کرے گا یا نہیں تو انتظار کرے۔ جب وہ روپیہ واپس آجائے تو اس کا خمس نکالے اور اس کا حساب اس سال میں کرے جس سال قرض دیا تھا۔

مسئلہ نمبر ۲۰ ادائے قرض بھی سال کے خرچ میں شمار ہوگا، چاہے وہ قرض اس سال کا ہو یا سالہائے ماسبق کا۔ اگر سال گزر گیا اور قرض ادا نہیں کیا تو باقی ماندہ پیسے پر خمس واجب ہو جائے گا۔ پہلے خمس دے گا اور پھر قرض ادا کرے گا۔

مسئلہ نمبر ۲۱ اگر کسی مستحق کے ذمہ کچھ روپیہ قرض ہو تو حاکمِ شرع (نمائندہ ولی فقیہ) کی اجازت سے اس قرضہ کو خمس میں حساب کر سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۲ اگر کوئی فائدہ حاصل ہوا ور وہ سال کے خرچ سے زائد بھی ہو تو زیادتی پر فوراً خمس لگ جاتا ہے۔ ایک سال گزرنے کا انتظار کرنا ضروری نہیں۔ اگر چاہے تو اسی وقت دے سکتا ہے۔

جس نے کبھی خمس نہیں نکالا

مسئلہ نمبر ۲۳ جس شخص نے کبھی خمس نہ نکالا ہو، اسے چاہئے کہ جو کچھ بھی مال ومتاع اس کے پاس ہو، اس سب سے خمس ادا کرے۔

اگر الف نے کبھی خمس نہ نکالا ہوا ور نہ ہی کبھی حساب کتاب کیا ہو۔ لیکن اتنا معلوم ہے کہ سال بعد اس کو بچت ہوتی رہی۔ اگر سابقہ سالوں میں اس نے کچھ ایسی چیزیں خریدی ہیں جو اس کے سالانہ خرچ میں شامل نہیں کی جاسکتیں تو ان تمام چیزوں پر خمس ہے۔ مثلاً کرایہ پہ دینے کے لئے دوکان، باغ یا زرعی اراضی وغیرہ۔

اگر اس نے ایسی چیزیں خریدی ہیں جو سالانہ خرچ میں آسکتی ہیں۔ مثلاً رہنے کے لئے مکان، فرنیچر، برتن وغیرہ تو اس پر بھی خمس نہیں ہے بشرطیکہ یہ چیزیں اس سال خریدی گئی ہوں جس میں بچت ہوئی ہے۔ لیکن اگر گذشتہ سالوں کے منافع سے خریدی ہیں تو اس پر خمس ہوگا اور اگر پتہ نہ چل سکے کہ کس سال کی منفعت سے خریدی گئی ہیں تو حاکمِ شرع یا اس کے وکیل (نمائندہ ولئ فقیہہ) سے مصالحت کرلینی چاہئے۔ مصالحت سے مراد یہ ہے کہ حاکمِ شرع اپنی صوابدید سے خمس کی ایک مقدار مقرر کرکے امام کی نیابت میں نامعلوم رقم سے بری الذمہ قرار دے دے گا۔

مسئلہ نمبر ۲۴ سال کی ابتداء عموماً اس تاریخ سے ہونی چاہئے جس تاریخ کو کوئی منافع والا کام شروع کیا ہو۔ اگر اس تاریخ کا پتہ لگانا مشکل ہو جائے تو حاکمِ شرع یا اس کے وکیل سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔ وہ اپنی طرف سے کوئی تاریخ مقرر کردیں گے اور آئندہ اسی تاریخ سے خمس

کے سال کا حساب کیا جائے گا

تجّار کے مسائل

مسئلہ نمبر ۲۵ تاجر کا راس المال یعنی اصل سرمایہ سالانہ خرچ میں شامل نہیں۔ اگر کوئی شخص کچھ روپیہ لگا کر تجارت کرنا چاہتا ہے تو پہلے اسے مخمس کرنا پڑے گا، ورنہ وہ تجارت حرام ہوگی۔

استثناء: اگر سرمایہ اتنا کم ہے کہ خمس نکالنے کی صورت میں سختی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا تو پھر اس سرمایہ کو سال کے خرچ میں حساب کیا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں اس پہ خمس نہیں ہوگا جیسے کہ آلاتِ زراعت و بیج و آلات صنعت و حرفت وغیرہ، ان کو سالانہ اخراجات میں شمار کیا جائے گا۔

مسئلہ نمبر ۲۶ اگر کسی تجارت پر ایسا روپیہ لگایا ہے جو سال بھر جمع رہا ہو تو اس پہ ہر حالت میں خمس نکالنا ہوگا۔ پہلے خمس نکالے، پھر تجارت شروع کرے، اور اگر اب تک نہیں نکالا تو بعد میں نکال دے۔ یکمشت نہیں تو بالاقساط نکالے۔ حاکمِ شرع یا اس کے نائب سے قسطوں کی اجازت لے لے (مومنین اس سلسلہ میں نمائندہ ولیٔ فقیہہ علامہ السید ساجد علی نقوی کی طرف رجوع فرمائیں۔ وہ کافی لوگوں کو اقساط کی اجازت دے چکے ہیں۔)

مسئلہ نمبر ۲۷ اگر کسی شخص نے مخمس رقم سے تجارت شروع کی۔ مثال کے طور پر ۵۰ ہزار روپے سے خمس نکال کر یعنی چالیس ہزار سے کاروبار شروع کیا۔ گھر کا خرچہ بھی اسی مخمس رقم سے ہوتا ہے۔ اب سال کے بعد حساب کیا تو سٹاک کی قیمت ملا کر چالیس ہزار سے زیادہ نہیں تو اس پر خمس نہ ہوگا۔ حساب کرنے پہ اگر چالیس ہزار سے زیادہ بچا ہو تو ضروریاتِ زندگی سال بھر کی وضع کر کے جو باقی بچے اس پہ خمس ادا کرنا ہوگا۔ اگر کچھ باقی نہ بچے تو خمس واجب الادا نہیں ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۲۸ اگر کسی نے نابالغ بچے کے مال سے تجارت کی اور اس سے منافع حاصل ہوا تو اس بچے کے ولی پر واجب ہے کہ حاصل شدہ منافع پر خمس ادا کرے اور اگر نابالغ بچہ کے پاس کچھ سرمایہ ہو اور اس سے نفع حاصل ہو تو بر بنائے احتیاطِ واجب بچہ کو بالغ ہونے کے بعد اس کا خمس ادا کرنا چاہئے۔

مسئلہ نمبر ۲۹ تجار حضرات پر عام حالات میں دو خمس واجب ہیں۔

(ا) ایک خمس اصل سرمایہ پر۔

(ب) دوسرا خمس سالانہ بچت پر

مسئلہ نمبر ۳۰ اگر ایک کاروبار میں دو شریک ہیں، دونوں شیعہ ہیں۔ ان میں سے ایک خمس نکالتا ہے، دوسرا نہیں نکالتا۔ یہ کاروبار ناجائز ہوگا۔ اگر دوسرا شریک غیر شیعہ ہے تو پھر کاروبار جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۱ انکم ٹیکس بھی سال کے خرچ میں شامل ہے۔ لہٰذا ٹیکس ادا کرنے کے بعد جو بچے اس پر خمس ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۲ اگر کوئی چیز ایسے شخص سے خریدی جائے جو خمس کا قائل نہیں، تو اس چیز پر خمس نکالنا واجب نہیں۔ یہی وہ خمس ہے جو آئمہ علیہم السلام نے اپنے شیعوں پر حلال فرمایا ہے اور اگر کسی ایسے آدمی سے خرید کرے جو مذہباً خمس کا قائل ہو تو اس پر خمس نکالنا واجب ہے، ورنہ بغیر ادائیگی کے استعمال ناجائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۳ ایک شخص خمس نکالنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے ذمہ سابقہ خمس نکلتا ہو تو حاکم شرع یا اس کے وکیل سے طے کر کے بالاقساط بھی ادا کر سکتا ہے۔ (اس ضمن میں نمائندہ ولی فقیہ علامہ سید ساجد علی نقوی نے خمس قسطوں میں لینا شروع کر دیا ہے اور بہت سے لوگوں کی اقساط حبیب بینک دی مال لاہور اکاؤنٹ نمبر ۶ - ۲۵۱۲۵ میں جمع کرا رہے ہیں۔)

عورتوں کے مسائل

مسئلہ نمبر ۳۴ والدین لڑکی کے لئے جو جہیز بناتے ہیں، حسبِ ذیل صورت میں اس پر خمس ادا کرنا ہوگا۔

اگر جہیز اپنی رقم سے بنائی ہے جو گذشتہ سال کی آمدنی میں سے تھا اور اس پر خمُس نہیں نکالا تھا تو جہیز کا خمس نکالنا ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۳۵ اگر کسی عورت کی اپنی جائیداد کی آمدنی بھی ہو اور اس کا شوہر یا کوئی دوسرا بھی اس کے اخراجات برداشت کرتا ہو تو اس عورت کو آمدنی پر خمُس نکالنا ہوگا۔ یہی حکم اُس عورت کے لئے بھی ہے جس کی اپنی ذاتی آمدنی نہ ہو۔ اس کا شوہر یا کوئی اور اس کو خرچ دیتا ہو۔ اگر سال کے بعد کچھ رقم بچ رہے تو اس پر خمُس واجب ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۶ ہر مکلف پر واجب ہے کہ وہ اپنی سالانہ آمدنی کا جائزہ لے چاہے وہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ جو کچھ بچے اس کا پانچواں حصّہ ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۷ اِس زمانہ میں جو غیبتِ امامؑ کا زمانہ کہلاتا ہے، خمس کے دو حصّے ہوں گے۔

ایک حصّہ امامِ زمانہؑ کا ہے۔ دوسرا بنی ہاشم کے یتامیٰ، مساکین و مسافرین کا ہے جن کا مومن ہونا ضروری ہے اور وہ نادار بھی ہوں۔

نادار سے مراد ہے کہ ان کے پاس سال بھر کا خرچ نہ ہو —— مسافر اپنے وطن میں چاہے مالدار ہو لیکن جس جگہ اس کو خمس دیا جا رہا ہے، وہاں نادار ہو۔ ایسی صورت میں اس کو صرف سفر خرچ دیا جا سکتا ہے، جو اُس کو اس کے وطن تک پہنچا دے۔

مسئلہ نمبر ۳۸ یتامیٰ، مساکین اور مسافرین کو خمس نکالنے والا خود بھی دے سکتا ہے یا مجتہد کو بھی دے سکتا ہے تاکہ وہ اُن

لوگوں میں تقسیم کردے۔ (مالِ سادات مجتہد یا اُس کے وکیل کی اجازت سے صرف کرے ۔ امام خمینیؒ)

مسئلہ نمبر ۳۹ اگر خود تقسیم کرے اور خمس کی رقم غلط جگہ پہنچ جائے تو اس کوتاہی کا خود ذمّہ دار ہوگا۔ مجتہد کو دینے کی صورت میں ذمہ داری مجتہد یا اُن کے وکیل پر عائد ہوگی۔ بہتر یہی ہے کہ سہم سادات بھی نمائندہ ولیٔ فقیہہ کے ذریعے سے ہی تقسیم ہو یا اُن کی اجازت سے۔

مسئلہ نمبر ۴۰ خمس کا دوسرا حصہ نصف امامؑ کے لئے مخصوص ہے۔ امام علیہ السّلام کی غیبت میں اُن کے نائب کو دینا چاہیئے یا پھر مجتہد کے وکیل کو خمس دیا جا سکتا ہے۔ خمس کا یہ حصہ مجتہد یا اُن کے وکیل (نمائندہ ولیٔ فقیہہ) اس جگہ صرف کریں گے جہاں امامؑ کی رضا کا یقین ہو۔

صرف سیادت کا دعویٰ کافی نہیں۔ اس پر کوئی ثبوت ہونا چاہیئے یا لوگوں میں اس کا سیّد ہونا مشہور ہو تاکہ اطمینان حاصل ہو جائے۔

مسئلہ نمبر ۴۱ سہم سادات دیتے وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کھلم کھلا گناہ کرنے سے ڈرتے ہوں، داڑھی منڈانا، سینما دیکھنا، تاش، جوا، شراب وغیرہ استعمال کرنے والے نہ ہوں۔

مسئلہ نمبر ۴۲ سہم سادات اپنے اقرباء کو دینا بہتر ہے مگر واجب النفقہ عزیز جیسے زوجہ، نابالغ اولاد بوڑھے ماں باپ کو اپنا خمس نہیں دے سکتے۔

مسئلہ نمبر ۴۳ یتیم و مسکین کو زیادہ سے زیادہ اتنا دینا چاہیئے جتنا اس کا سال کا خرچ ہو اس سے زیادہ دینا خلافِ احتیاط ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۴ مستحقِ خمس کے لئے جائز نہیں کہ وہ خمس لے کر دوبارہ مالک کو دے دے۔ یعنی جس شخص نے خمس نکالا ہے اُسی کو دے دے۔ صرف اِس شکل میں ایسا کر سکتا ہے کہ کسی شخص پر خمس نکلتا ہو اور اب وہ فقیر ہو گیا ہو۔ گذشتہ خمس دینے پر قادر نہ ہو۔

مسئلہ نمبر ۴۵ کسی شخص کے ذمہ بہت زیادہ خمس واجب الادا ہو، جس کو قسطوں میں بھی ادا نہ کرسکتا ہو تو اس سے خمس لے کر دوبارہ لوٹایا جاسکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۴۶ جس مقام پر خمس نکالنے والا رہتا ہو، اگر وہاں مستحق خمس نہیں ملتا تو دوسرے شہر میں بھیجا جاسکتا ہے، بشرطیکہ زیادہ دیر نہ لگے۔

مسئلہ نمبر ۴۷ تا ۴۶ خمس کی ادائیگی میں یقینی طور پر اپنے وظیفۂ شرعیہ سے سبکدوش ہونے کا اطمینان حاصل کرنے کا بہترین طریقہ اپنے ذمہ واجب الادا خمس کو نمائندۂ ولیٔ فقیہہ علامہ سید ساجد علی نقوی کے سپرد کردیا جائے جو پوری ملت کے قائد ہیں۔

مزید رہنما مسائل

(۱) سرکاری ملازمین یا دوسرے اداروں میں کام کرنے والے لوگوں کی تنخواہ سے عام طور پر کچھ حصہ محفوظ کرکے اُن کے ریٹائر ہونے کے بعد آہستہ آہستہ انہیں دیا جاتا ہے (جسے پراویڈنٹ فنڈ کہتے ہیں۔ ریٹائر ہونے کے بعد ہر سال اس میں سے جتنا مال انہیں ملے گا، اُس سال کی آمدنی قرار پائے گا۔ اور فوری طور پر خمس دینا واجب نہ ہوگا۔ اگر ریٹائر ہونے کے بعد یکمشت رقم مل جائے تو وہ چونکہ پچھلے سالوں کی بچت شمار ہوتی ہے، لہٰذا اس پر فوراً خمس ادا کرنا ضروری ہوگا۔

(۲) دلال اور مزدور کو دی جانے والی اُجرت کی طرح نفع حاصل کرنے کے لئے کئے جانے والے خرچ کو کاروبار کے اخراجات میں حساب کیا جاسکتا ہے۔

(۳) سال کے خرچ کے لئے کاروبار وغیرہ کے نفع سے خریدا ہوا

(آذوقہ) اگر سال تمام ہونے پر بچ جائے تو اُس پر خمس دینا ہوگا۔ اگر خمس میں اُس کی قیمت دینا چاہے اور خریداری کے وقت کے مقابلہ میں اِس وقت اس کی قیمت میں اضافہ ہوگیا ہو تو موجودہ قیمت کے حساب سے خمس دینا ہوگا۔

(۴) اگر سال کی آمدنی سے گھر، فرش، قالین یا دوسری ضروریاتِ زندگی سال کے درمیان اِسی سال کے خرچ کے لئے خریدے یا مہیا کرے اور اگلے برسوں میں بیچ دے تو بنابر احتیاطِ واجب اصل مال کی قیمت پر خمس فورا دینا چاہیئے، چاہے اس کی قیمت کسی ایسے دوسرے گھر میں ہی کیوں نہ لگانا چاہتا ہو، جس کی اُسے ضرورت ہو۔ لیکن اگر اس کے بیچنے میں کچھ نفع بھی حاصل ہو تو وہ اس سال کی آمدنی میں شمار ہوگا اور اُسے اُس سال کے اخراجات میں صرف کرنا جائز ہوگا۔ اور خرچ کرنے کے بعد کچھ بچ جائے تو اُس کا خمس دینا ہوگا۔ اور اگر مثلاً آئندہ برسوں میں گھر بیچنے کے بجائے کسی ایسے دوسرے گھر سے بدل لے جس کی اُسے ضرورت ہو تو اس میں خمس واجب نہ ہوگا۔

(۵) اگر کسی سال نفع حاصل نہ ہو تو اُس سال کے اخراجات اگلے سال کے نفع سے نہیں نکالے جاسکتے۔ لیکن اگر اس سال ضروریاتِ زندگی کے لئے قرض لیا ہو اور اگلے سال کی آمدنی ہونے تک قرض ادا نہ کرسکے تو اِس صورت میں اگلے سال کی آمدنی سے قرض دے سکتا ہے۔

(۶) اگر سال کے شروع میں کوئی نفع حاصل نہ ہوا اور اصل سرمایہ سے خرچ کرنا پڑے۔ پھر سال ختم ہونے سے پہلے کچھ نفع حاصل ہو تو سرمایہ سے لی ہوئی رقم کو نفع سے منہا کیا جاسکتا ہے۔

(۷) اگر سرمایہ کے علاوہ کسی شخص کی کوئی دوسری چیز ضائع ہوجائے تو اس چیز کو نفع سے فراہم نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر اسی سال اس چیز کی ضرورت ہو تو سال کے دوران کاروبار کے نفع سے اُسے فراہم کرسکتا ہے۔

(۸) اگر کوئی شخص سال کے شروع میں اپنے اخراجات کے لئے قرض

لے اور سال ختم ہونے سے پہلے کوئی نفع حاصل ہو تو اپنا قرض اس نفع سے کم کر سکتا ہے۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنے مال میں اضافہ کرنے یا کسی ایسی جائداد کو خریدنے کے لئے قرض لے جس کی اسے ضرورت نہ ہو تو اس قرض کو کاروبار کے نفع سے ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر قرض میں لیا ہوا مال یا قرض سے خریدی ہوئی چیز ضائع ہو جائے اور قرض ادا کرنے کے لئے کوئی دوسرا مال نہ ہو اور قرض ادا کرنے پر مجبور ہو تو پھر سال کے دوران اُس سال کی آمدنی سے قرض ادا کر سکتا ہے۔

(۱۰) اگر کوئی شخص اپنے ذمہ واجب الادا سہم امامؑ یا سہم سادات کو صرف کر دے اور آہستہ آہستہ ادا کرنے کا ارادہ ہو تو اُسے آئندہ برسوں کی آمدنی سے صرف اس صورت میں ادا کر سکتا ہے کہ پہلے اپنی آمدنی سے خمس ادا کر دے اور پھر بقیہ سے اپنا قرض ادا کرے۔ اِس صورت کے علاوہ گزشتہ خمس آئندہ برسوں کی آمدنی سے ادا نہیں جا سکتا۔

(۱۱) اگر کرایہ دار اپنی آمدنی سے کچھ رقم دوکان کی پگڑی کے عنوان سے دے تو وہ اُس کے سالانہ اخراجات میں شمار نہ ہو گی اور سال تمام ہونے پر خمس دینا ہو گا۔ اِسی طرح اگر پگڑی لینے والا شخص سال کے آخر تک اُسے خرچ نہ کرے اور وہ رقم اس کے پاس باقی رہ جائے تو اُسے اُس کا خمس دینا ہو گا۔

(۱۲) اگر تاجر یا دوکاندار کاروبار کے سلسلہ میں آنے جانے، اُدھار بیچے ہوئے مال کی قیمت وصول کرنے کے لئے کار یا کوئی دوسری سواری سال کی آمدنی سے خریدے تو اُسے اس کا خمس دینا ہو گا۔ لیکن اگر گھریلو ضروریات اور گھریلو آمد و رفت کے لئے سواری خریدے تو اُس پر خمس نہ ہو گا اور اگر دونوں مقصد ہوں تو جو زیادہ ہو، اُس کا لحاظ کرنا چاہئے۔

(۱۳) بنا بر احتیاطِ واجب، حرام مال میں ملے ہوئے حلال مال کا خمس اسی مال سے دینا چاہئے لیکن اِس کے علاوہ دوسری چیزوں کے خمس میں خمس دینے

والے کو اختیار حاصل ہے، چاہے اُسی چیز سے خمس دے یا اُس کی قیمت بھر پیسہ دے دے۔

(۱۴) کسی مال کا خمس دیئے بغیر اُس میں تصرّف نہیں کیا جاسکتا چاہے اُس کا خمُس دینے کا ارادہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۵) جس شخص کے ذِمّہ خمُس کی ادائیگی ہو وہ اُسے اپنے ذِمّہ نہیں لے سکتا۔ مطلب یہ کہ خود خمُس کے حقداروں کو مقروض فرض کر کے اِس مال میں تصرّف نہیں کر سکتا۔ اور اگر تصرّف کر بھی لے اور وہ مال ضائع ہو جائے تو اس کا خمُس دینا ہوگا۔

(۱۶) جس کے ذِمّہ خمُس کی ادائیگی ہو، وہ (نمائندہ ولیٔ فقیہ) حاکمِ شرع سے مُصالحت کرنے کے بعد اپنے پورے مال میں تصرّف کرسکتا ہے مصالحت کے بعد حاصل ہونے والا نفع بھی اس کا مال ہوگا۔

(۱۷) جو شخص کاروبار میں کسی دوسرے کا شریک ہو۔ اگر وہ اپنے حصّہ کے نفع کا خمُس دے دے، لیکن اُس کا شریک نہ دے اور اگلے سال بغیر خمُس دیئے ہوئے مال کو مشترکہ کاروبار میں لگائے، تو اُن میں سے کوئی بھی شریک اُس مال میں تصرّف نہیں کرسکتا۔

(۱۸) جس مال کے بارے میں یقین ہو کہ اُس کا خمُس نہیں دیا گیا ہے تو اس میں تصرّف نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اگر کسی شخص کو کسی مال کے بارے میں یہ شک ہو کہ اس کا خمُس دیا گیا ہے یا نہیں اور اُس کا مالک وہ مال اس کے حوالے کر دے تو وہ اس میں تصرّف کرسکتا ہے۔

(۱۹) جس شخص نے مکلّف ہونے کے بعد کبھی خمُس نہ دیا ہو اگر وہ کاروبار کرے۔ اُس کے نفع سے کوئی ایسی چیز خریدے جس کی اُسے ضرورت نہ ہو اور اس کے خریدنے کے بعد ایک سال بھی گزر جائے، اُس کا خمُس دینا ضروری ہے۔

اگر گھریلو ساز و سامان اور دوسری ضروریات کی چیزیں اپنی حیثیت کے

مطابق خریدے اور یہ جانتا ہو کہ جس سال نفع حاصل ہوا ہے، اُسی سال یہ چیزیں بھی خریدی ہیں تو اِن کا خمس دینا ضروری نہیں اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ سال کے درمیان خریداری کی تھی یا سال ختم ہونے کے بعد تو بنا بر احتیاطِ واجب، حاکمِ شرع کے ساتھ مصالحت کرنا چاہیئے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ ضروریاتِ دینِ اسلام میں سے ہے۔ جو شخص عمداً انکار کرے دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ زکوٰۃ کو روکنے والا جہنم کی آگ میں جلے گا۔ جو شخص صاحبِ نصاب ہو اور اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے تو خدا تعالیٰ بروزِ قیامت سانپ اور اژدہے اس پر مسلط کرے گا، اور اُن کی گردنوں میں جہنم کی آگ کے طوق ڈالے جائیں گے۔

زکوٰۃ نو (۹) چیزوں پر واجب ہے:

(۱) سونا، (۲) چاندی، (۳) گندم، (۴) جَو،
(۵) کھجور، (۶) کشمش، (۷) اونٹ، (۸) گائے،
(۹) بھیڑ بکری۔

زکوٰۃ کی دو قسمیں ہیں:

(ا) زکوٰۃِ بدن یعنی فطرہ۔

(ب) زکوٰۃ مال

زکوٰۃ مال کے واجب ہونے کی حسبِ ذیل شرطیں ہیں:

(۱) بالغ ہونا۔

(۲) عاقل ہونا

(۳) آزاد ہونا۔

④ مالک ہونا۔
⑤ مال اپنے تصرّف میں ہونا۔

جو شخص بھی مالکِ نصاب ہوگا، اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ خواہ سال بھر کے خرچ کے لئے کافی نہ بھی ہو۔ خواہ وہ شخص مقروض کیوں نہ ہو۔

۱۔سونا: اس میں پہلی شرط یہ ہے کہ سکّہ دار ہو۔ اس لئے کہ زیورات پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

نوٹ: یہی وجہ ہے کہ نوٹوں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ نہ تو وہ سونا ہیں نہ چاندی، بلکہ وہ ایک کاغذ ہے جو سونا یا چاندی نہیں کہلا سکتے۔ البتہ یہ ایک رسید ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ سال بھر تک بغیر تغیّر و تبدّل کے رکھا رہے اور گیارہ مہینے گزر کر بارہواں مہینہ شروع ہو جائے۔

تیسری شرط: نصاب مکمل ہو سکے۔ اس کے دو نصاب ہیں۔

پہلا نصاب : ۵ تولہ ۲/۱ ۷ ماشہ
دوسرا نصاب: ایک تولہ ۲/۱ ۱ ماشہ
پہلے نصاب میں چالیسواں حصّہ۔

۲۔چاندی: چاندی کی شرائط بھی سونے کی شرائط کی سی ہیں۔ چالیسواں حصّہ ادا کرنا ہوگا۔

اِس کا پہلا نصاب ۳۹ تولہ ۲/۱ ۴ ماشہ
دوسرا نصاب ۷ تولہ ۲/۱ ۱۰ ماشہ

۳۔گندم، ۴۔جَو، ۵۔کھجور، ۶۔کشمش (مویزِ منقیٰ)

اِن سب کا نصاب ایک ہے۔ اگر نصاب سے بڑھ جائے تو اس

پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ نصاب ۲۰ من ۷ ۲ سیر ۴ ۵ تولہ ہے، پاکستانی وزن کے مطابق۔

اگر آبپاشی نہر یا بارش سے خود بخود ہو گئی ہو تو دسواں حصہ دینا ہوگا۔

اگر آلاتِ آبپاشی ڈول، رہٹ وغیرہ کی ضرورت پڑی تو بیسواں حصہ زکوٰۃ ہوگی۔

نوٹ: (ا) گندم اور جو کی زکوٰۃ اس وقت واجب ہوگی، جب وہ بھوسہ وغیرہ سے صاف ہو کر آجائیں۔

(ب) کھجور اور کشمش یا انگور وغیرہ پر اس وقت واجب ہوگی جب وہ خشک ہو جائیں۔

مزید تفصیلات اگر درکار ہوں تو ناظم الامور علمائے کرام سے رابطہ قائم کریں۔

۷۔ اونٹ، ۸۔ گائے بھینس، ۹۔ بھیڑ بکری (گوسفند، دنبہ)

اونٹ کے نصاب بارہ (۱۲) ہیں:

پہلا ــــ ۵

دوسرا ــــ ۱۰

تیسرا ــــ ۱۵

چوتھا ــــ ۲۰

پانچواں ــــ ۲۵

چھٹا ــــ ۲۶ ــــ جس میں ایک اونٹ جو دوسرے سال میں لگا ہو۔

ساتواں ــــ ۳۶ ــــ " " " جسے تیسرا سال شروع ہوگیا ہو۔

آٹھواں ــــ ۴۶ ــــ " " " جو چوتھے سال میں لگا ہو۔

نواں ــــ ۶۱ ــــ " " " جس کو پانچواں سال شروع ہوگیا ہو۔

دسواں ــــ ۷۶ ــــ جس میں ۲۔ اونٹ جو تیسرے سال میں لگے ہوں۔

گیارہواں ـــ ۹۱ ـــ جس میں ۲ اُونٹ جن کو چوتھا سال شروع ہو گیا ہو۔

بارہواں ـــ ۱۲۱ ـــ اس میں اور جتنے بڑھتے جائیں ہر پچاس میں سے ایک اُونٹ جو چوتھے برس میں لگا ہو یا ہر چالیس میں ایک اونٹ جسے تیسرا سال شروع ہو گیا ہو۔

ان نصابوں کے درمیان جو تعداد حدِ نصاب تک نہ پہنچتی ہو، اس میں زکوٰۃ نہ ہوگی اور جو اونٹ زکوٰۃ دے لازم ہے کہ وہ مادہ ہو۔

ہر پانچ میں سے ایک دنبہ، بھیڑ یا بکری دے۔

جعفریہ ویلفیئر فنڈ

مرکزی دفتر ۲۹۵ بی سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی فون: ۰۵۱-۸۴۱۳۰۲

تاریخ: ________ حوالہ: ________

جبیب بنک کی درج ذیل برانچوں میں ان اکاؤنٹ نمبروں میں رقوم جمع کروائی جاسکتی ہیں

شہر	برانچ	اکاؤنٹ نمبر
اٹک	سٹی برانچ	1868
اسلام آباد	سپر مارکیٹ برانچ	2105-82
اوکاڑہ	غلہ منڈی "	4522
بہاول پور	فرید گیٹ "	2823
بہاول نگر	تحصیل بازار "	1788
بھکر	مسلم بازار "	برانچ سے معلوم کریں۔
بھلوال	سٹی "	1523
پاکپتن		برانچ سے معلوم کریں۔
تلہ گنگ	تلہ گنگ "	برانچ سے معلوم کریں۔
ٹوبہ ٹیک سنگھ	مین بازار "	برانچ سے معلوم کریں
ٹیکسلا	ٹیکسلا "	1122
جہلم	رام دین بازار "	5135
جھنگ	چوک بازار "	1349
چشتیاں	غلہ منڈی "	2109
چکوال	چکوال "	18170
چنیوٹ	مین بازار "	2404
خانیوال	چوک نگلوڈال "	4520
خوشاب	بنک سکوائر "	2330
ڈسکہ	ڈسکہ "	2194
ڈیرہ غازی خان	صدر بازار "	4429
نارووال	نارووال	887
وہاڑی		برانچ سے معلوم کریں۔
راجن پور		برانچ سے معلوم کریں
راولپنڈی	سٹی برانچ	14437
رحیم یار خان	شاہی روڈ برانچ	برانچ سے معلوم کریں
ساہیوال	جناح چوک "	5659
سرگودھا	کچہری بازار "	8270
سیالکوٹ	سٹی "	9434
شجاع آباد	شجاع آباد "	2494
شیخوپورہ	ریلوے روڈ "	2915
صادق آباد	غلہ منڈی "	1824
فیصل آباد	سرکلر روڈ "	458-06
قصور	ریلوے روڈ "	5539
کبیروالہ	کبیر والہ "	برانچ سے معلوم کریں۔
گجرات	سرکلر روڈ "	برانچ سے معلوم کریں۔
گوجرانوالہ	بنک سکوائر "	9419
گوجر خاں	مین بازار "	545
لاہور	شاہراہ قائداعظم "	25125-6
لیہ	لیہ "	برانچ سے معلوم کریں۔
مظفر گڑھ	ریلوے روڈ "	3093
ملتان	حسین آگاہی "	برانچ سے معلوم کریں
میانوالی		برانچ سے معلوم کریں: